مغفرتِ ذنب، قرآن وسنت کی روشنی میں

ڈاکٹر سید اشرف علی

(چنیوٹ اسلامیہ کالج، گلشن اقبال، کراچی)

Abstract

This is the belief of Muslims that Prophets remains safe from Sins despite being prone to sins like any other human being (Zanb) is an Arabic word. It has various meanings. One of the meaning is 'sin' in general and is usually referred in this context. In this research paper, researcher explained various places in Quran where the word "Zanb"goes directly to Prophet Muhammad (PBUH) and its different Urdu translations are compared. Researcher explained that the word "Zanb" is referred to as "allegations" which were put against the Holy Prophet, before and after the migration and it is the actual Quranic meaning of Zanb.

Keywords:Quran,Belief,Zanb,Allegation,Sin,Arabic, translation,

ذنب، کا لفظ قرآن مجید میں متعدد مرتبہ وارد ہوا ہے ان میں سورہ فتح (۴۸)، سورہ مؤمن (۴۰) اور سورہ محمد (۴۷)، وہ تمام مقامات ہیں جن میں غلبہ اسلام اور فتح اسلام کی بشارت دی گئی ہے اور اس کا کوئی محل نہیں کہ اس مقام پر ذنب اور استغفار کے وہ معنی لیے جائیں جو ہمارے ہاں عمومی طور پر اکثر مترجمین نے کیے ہیں۔ ان میں سے سورہ فتح کی آیت کے چند اردو تراجم آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِيْناًo لِيَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِکَ وَمَا تَأَخَّرo [1]

(۱) تحقیق فتح دی ہم نے تجھکو فتح ظاہر تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا (رفیع الدین دہلوی) [2]

(۲) (اے محمد) ہم نے تم کو فتح دی فتح بھی صریح وصاف تا کہ خدا تمہارے اگلے پچھلے گناہ بخش دے (فتح محمد جالندھری) [3]

(۳)اے نبی ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی ہر کوتاہی درگزر فرمائے (سید مودودی)۴

(۴) بے شک ہم نے تم کو ایک کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی کہ اللہ تمہارے تمام اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخشے (مولانا اصلاحی)۵

(۵) بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے (تھانوی)۶

(۶)(اے حبیب) بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی۔ تا کہ اللہ آپ کے لیے معاف فرما دے آپ کے اگلے پچھلے (بظاہر) خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض سورۃً ذنب ہیں حقیقتاً حسنات الابرار سے افضل ہیں)۔(سید کاظمی)۷

اگلی آیت ملاحظہ کیجیے : وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۸

(۱)اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کی اور واسطے ایمان والوں کے اور ایمان والوں کے (شاہ رفیع الدین دہلوی) ۹

(۲)اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور (اور) مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی (فتح محمد جالندھری) ۱۰

(۳)اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی (سید مودودی) ۱۱

(۴) پس اپنی اور باایمان مردوں اور عورتوں کی خطاؤں کی معافی مانگتے رہو (امین احسن اصلاحی)۱۲

(۵)اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی (تھانوی)۱۳

(۶)اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں (کے گناہوں) کے لیے (معافی طلب کریں)(سید کاظمی) ۱۴

تیسری آیت ملاحظہ کیجیے۔ **غفر لذنبک و سبح بحمد ربک بالعشي والابکار** ۱۵

(۱)اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے اور پاکی بیان کر ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے تیسرے پہر اور صبح کو (شاہ رفیع الدین دہلوی) ۱۶

(۲)اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور صبح شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو (فتح محمد جالندھری)۱۷

(۳)اور اپنے قصور کی معافی چاہو اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو۔(سید مودودی)۱۸

(۴)اور اپنے گناہ کی معافی چاہتے رہو اور شام و صبح اپنے رب کی تسبیح کرتے رہوں اور اس کی حمد کے ساتھ (اصلاحی)۱۹

(۵) اور اپنے (اس) گناہ کی (جس کو مجازاً گناہ کہہ دیا) معافی مانگئے اور شام و صبح اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے (اشرف علی تھانوی)۲۰

(۶)اور آپ (امت کی تعلیم استغفار کے لیے) اپنے (بظاہر) خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش چاہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام اور صبح اس کی تسبیح بیان کرتے رہیں۔(سید کاظمی)۲۱

''ذنب'' کا معنی ومفہوم:

(۱) عمامہ،شملہ ۲۲؎ (۲) پونچھ،دم،آسمان کی شکل کا نام جس کے ایک طرف کو''راس'' دوسری طرف کو''ذنب'' کہتے ہیں،دم دار ستارہ ۲۳؎ (۳) گناہ،عصیاں،معصیت ۲۴؎ (۴) پیچھے لگے رہنا ۲۵؎ (۵) کسی کا پیچھا کر کے اس کے نشانات قدم کو نہ چھوڑنا،کھوج لگانا،گناہ،قصور،جرم ۲۶؎

غفر کا معنٰی ومفہوم:

ڈھانپنے یا کسی چیز کو کسی جگہ محفوظ کر دینے کے ہیں۔مغفرت کے معنی عذاب سے محفوظ رکھنا۔(یعنی غفر کے معنی محفوظ رکھنا ہے)**المفرد** میں ہے کہ " **الغفر الباس ما یصونه عن الانس** ۔" ۲۷؎ کسی کو ایسی چیز پہنا دینا جس سے وہ میل وغلاظت سے محفوظ رہے۔علامہ سعید شرتوتی لکھتے ہیں " **غفر الشئی غفر استر الله له ذنبه غطی علیه و عفا عنه** ۲۸؎ ''**غفر الشئی** کا معنٰی ہے اسپر ستر کیا اور غفر اللہ کا معنٰی ہے اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی اور سکو معاف کر دیا ''

المنجد،میں ہے کہ ''**غفر له الذنب غطی علیه و عفا عنه و غفر الشئی ستره**'' ۲۹؎ ''غفر لہ الذنب کا معنٰی ہے اسکی پردہ پوشی کی اور اسکو معاف کر دیا اور غفر الشئی کا معنٰی ہے اسپر ستر کیا''۔

عصمتِ انبیاء:

امت کا متفقہ ومسلمہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں۔اور ان مقدس ہستیوں سے ذنب ومعصیت کا ارتکاب نہیں ہوسکتا۔کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے منتخب شدہ،عارف باللہ اور گناہوں سے معصوم نفوس ہوتے ہیں۔شرک فسق وفجور اور گمراہی نبوت میں کسی صورت نہیں ہوسکتیں۔وہ ہر قسم کی گمراہی،فسق وفجور اور شرک سے آزاد ہوتے ہیں۔جس کی گواہی خود قرآن کریم نے انبیاء کرام سے اس طرح دلوائی۔نوح علیہ السلام فرماتے ہیں: **قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلَالَةٌ وَلَـٰكِنِّيْ رَسُولٌ مِن رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ** ۳۰؎ ''کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی بالکل نہیں میں رب العلمین کا رسول ہوں۔''

آیت مبارکہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ گمراہی اور نبوت کا اجتماع نہیں ہوسکتا کیوں کہ نبوت نور ہے اور گمراہی تاریکی تو نور اور تاریکی کا اجتماع ناممکن ہے۔یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: **مَا كَانَ لَنَا أَن نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِن شَيْءٍ** ۳۱؎ ترجمہ''ہمیں (یعنی گروہ انبیاء) کے لیے لائق نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں۔'' شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں: **وَمَا أُرِيْدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ** ۳۲؎ ترجمہ''اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں میں آپ اسکے خلاف کرنے لگوں۔''

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام شرک اور گناہ کرنے کا کبھی ارادہ نہیں فرماتے۔یہ ہی عصمت کی حقیقت ہے۔یوسف

علیہ السلام فرماتے ہیں: وَمَا أُبَرِّءُ نَفْسِیُ إِنَّ النَّفُسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیَ ۳۳

یہاں یہ نہ کہا کہ میرا نفس برائی کا حکم کرتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ عام نفوس انسانوں کو برائی کا حکم کرتے ہیں سوا اُن نفوس کے جن پر رب رحم فرمائے اور وہ نفوس انبیاء ہیں۔معلوم ہوا کہ انبیاء کے نفوس انہیں برائی کا حکم کرتے ہی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن میں ہی اپنی کافر قوم پر توحید کی ایسی قوی حجت قائم فرمائی کہ سبحان اللہ آفتاب و چاند ستاروں کے ڈوبنے اور ان کے حالات بدلنے کو اُن کی مخلوقیت کی دلیل بنایا کہ تاروں کو دیکھ کر فرمایا " ھذا ربی" اے کافرو کیا میرا رب یہ ہوسکتا ہے؟ اور ڈوبتا دیکھ کر فرمایا' ' لا اُحب الأفلین "۳۴ "میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا''

قرآن کریم انبیاء علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے :ان اللہ اصطفیٰ ادمَ و نوحاً وَّ اٰل ابراھیم و اٰل عمران علی العلمین"۳۵ ترجمہ"معلوم ہوا انبیاء علیہ السلام سارے جہان سے افضل ہیں

اگر انبیاء گناہ گار ہوں تو ملائکہ اُن سے بڑھ جائیں۔

قرآن کریم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے ان انبیاء پر شیطان کا زور بھی نہیں چلتا۔انبیاء کرام تک شیطان کی پہنچ نہیں۔جس کا اظہار شیطان نے اس طرح کیا ہے:وَلَأُغْوِيَنَّهُمُ أَجْمَعِيُنَ ٥ إِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيُن ۳۶" اورضرور میں ان سب کو گمراہ کروں گا مگر وہ جوان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔"

اور اللہ نے بھی شیطان کے شر سے انبیاء کی حفاظت فرمائی جیسا کہ ارشاد فرمایا: إِنَّ عِبَادِیُ لَيُسَ لَکَ عَلَيُهِمُ سُلُطَان ۳۷ ''بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔''

معلوم ہوا ان لوگوں میں جن کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا ہے مخلص بندوں کا ایک گروہ ہے اجن پر شیطان کا زور نہیں چل سکتا اور ان مخلص بندوں میں انبیاء کا گروہ سب میں اول اور ممتاز ہے۔ انبیاء کرام تک شیطان کی پہنچ نہیں اور وہ انھیں گمراہ نہیں کر سکتا تو پھر ان سے گناہ کیوں کر سرزد ہو سکتے ہیں۔تعجب ہے کہ شیطان تو انبیاء کو معصوم مان کر ان کے بہکانے سے اپنی معذوری ظاہر کرے مگر امتی ان کو مجرم مانے، گناہ گار جانے۔روایت ہے کہ"عن ابی مسعود قال رسول اللہ ﷺ ما منکم من احدا لا وقد و کل له قرینه من الجن و قرینه من الملئکة قالوا و ایاک یارسول اللہ قال و ایای ولکن اللہ اعانتی علیه فاسلم فلا یامرنی الا بخیر"۳۸ "ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جس کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ نہ ہو پھر لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ بھی ہیں فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہیں لیکن اللہ نے مجھے اس پر مدد دی پس وہ مسلمان ہو گیا ہے اور مجھے سوائے بھلائی کے اور کسی چیز کا حکم نہیں دیتا۔ ہر بچے کو بوقت ولادت شیطان چھوتا ہے مگر عیسیٰ علیہ

السلام کی پیدائش میں انہیں چھوبھی نہیں سکا۔روایت میں ہے کہ " ما من بنی اٰدم مولد" الا یمسهٗ الشیطان حین یولد فیستهل صارخاً من مَّسِ الشیطٰن " ۳۹؎ "کوئی آدمی ایسا نہیں جسے پیدائش کے وقت شیطان چھوتا نہ ہو وہ بچہ شیطان کے چھونے سے ہی چیختا ہے۔"معلوم ہوا کہ انبیاء شیطان کے وسوسوں اوراُس کے چھونے سے بھی محفوظ ہیں۔ آدم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم نے بار باراعلان فرمایا کہ وہ بھول گئے تھے آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْماً ۴۰؎ "پس وہ بھول گیا اورہم نے اس کا کوئی ارادہ بھی نہیں پایا۔"

اورفرمایا:فَأَزَلَّهُمَا الشَّیْطَانُ ۴۱؎ "پھر پھسلا دیا انھیں شیطان نے۔" یہاں فازلهما اشیطٰن فرمایا مطلب یہ ہے کہ شیطان انہیں گمراہ نہیں کرسکتا۔قرآن مجید میں ارشاد ہوا: إِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِیْنَ : ۴۲؎ "بیشک میرے عباد پر تیرا کوئی زور نہیں چلتا سوائے ان لوگوں کے جو تیری پیروی کرتے ہیں"

ثابت ہوا کہ اللہ کے انبیاء واولیاء پر شیطان کا بس نہیں چلتا۔گمراہی اور چیز ہے اور پھسلانا اور چیز ہے۔اس میں حکمتِ الٰہیہ تھی۔واقعہ کا ذمہ دار تو شیطان کو ٹھہرایا اور آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ دھوکہ کھا گئے۔اُن سے خطا ہوگئی دھوکہ یہ ہوا کہ اُن سے رب نے فرمایا تھا کہ تم اس درخت کے قریب نہ جانا۔شیطان نے کہا کہ آپکو کھانے کی ممانعت نہیں۔وہاں جانے سے روکا گیا ہے۔آپ وہاں نہ جائیں میں لادیتا ہوں آپ کھا لیجیے اور جھوٹی قسم کھا گیا کہ یہ پھل فائدہ مند ہے اور میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔آدم علیہ السلام سمجھے کہ کوئی رب کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا۔

اب رہا زمین پر آنا تو رب کریم نے انھیں زمین کی خلافت کے لیے پیدا فرمایا تھا۔جیسا کہ ارشاد ہے۔إِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْأَرْضِ خَلِیْفَةً: ۴۳؎ "میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔"

جنت میں تو کچھ روز اس لیے رکھا کہ وہاں کے باغات اور مکانات دیکھ کر زمین کو اسی طرح آباد کریں۔پھر آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں کفار، فاسق سب روحیں تھیں جو کہ جنت کے قابل نہ تھے اس لیے زمین پر بھیجا کہ نیچے جا کر ان کو چھوڑ کر آؤ۔پھر آپ کی جگہ یہی ہے۔اگر آدم علیہ السلام سے گناہ گار ہوتے تو یہاں انھیں خلیفہ نہ بنایا جاتا۔ان کے سر پر نبوت کا تاج نہ رکھا جاتا انکی اولاد میں انبیاء واولیاء خصوصاً رسول ﷺ پیدا نہ فرمائے جاتے۔لطف دیکھیے جو دانہ گندم کھانا خطا قرار دیا گیا۔اگر وہ خطا ہوتی تو وہی دنیا میں غذا تجویز فرمائی؟ پھر فرمایا:فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِن رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ۴۴؎ آدم علیہ السلام کو توبہ کے کلمات سکھائے۔ان کلمات کا ذکر خود قرآن کریم میں ہے۔ارشاد ہوتا ہے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۴۵؎ یہ کلمات سکھا کر آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا۔تو ناراضگی کا اتارنا تو تھا ہی نہیں۔اس میں رضا تھی ناراضگی نہیں تھی۔اگر ناراض ہو کر نکالا جاتا تو معافی کا گُر سکھا کر نکالا جاتا

ہے اگر کسی کونوکری سے نکالتے ہیں تو اسکو بلا کر کوئی یہ کہتا ہے کہ پھر مجھے راضی کرنا ہوتو اسکا طریقہ بھی لے جاؤ۔کوئی کرتا ہے جسکو ناراض ہو کر نکالتے ہیں اُس کو قریب کرنے کا گُر کوئی بتا تا ہے۔مگر قرآن بتا رہا ہے کہ جب آدم علیہ السلام، شیطان، جنات سب کو نکالا۔مگر آدم علیہ السلام کو وظیفہ بتادیا کہ ربنا ظلمنا پڑھتے رہنا۔یہ وظیفہ بتادیا۔تو یہ ناراضگی کا اتارنا تو تھا ہی نہیں۔اس اتارنے میں حکمت تھی۔

انبیاء کے اقوال وافعال تمام احکام الٰہی کے تابع ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا۔ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدا ۶۱؎ ''جوکوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کی سزا جہنم ہے مدتوں اس میں رہے گا۔''

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ذکر ایک ہی کلمہ میں کر دیا گیا جس سے ظاہر ہرتا ہے کہ پیغمبر کے اقوال وافعال بغیر حکم الٰہی نہیں ہوتے ورنہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ساتھ کی جانی ضروری نہ تھی۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: مَّنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ۷۴؎ ''جوکوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔''

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کیونکہ اگر پیغمبر کی ایک کام کی مرضی ہو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی نہ ہو تو ایسی صورت میں پیغمبر کی اطاعت اللہ کی اطاعت نہیں ہو سکتی۔رسول اکرم ﷺ کے ہر فعل کو ربِ کائنات اپنا فعل قرار دیتا ہے ارشاد ہوا: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۸۴؎ ترجمہ ''پیارے وہ مٹی آپ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ وہ تو آپ کے رب نے پھینکی تھی۔''

اس آیت مبارکہ میں مشرکین کی آنکھوں میں رسول اللہ ﷺ نے جو مٹی پھینکی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محبوب وہ آپ نے بلکہ آپ کے رب نے پھینکی تھی۔ایک اور مقام پر اس طرح ارشاد ہوا۔إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِم: ۹۴؎ ''بے شک جو لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

اس آیت میں بھی اللہ نے اپنے رسول کے گہرے تعلق کو بیان کرتے ہوئے جو بیعت رضوان آپ ﷺ کے ہاتھوں پر کی گئی تھی اس بیعت کو اپنے ہاتھوں پر قرار دیتا ہے اور تمام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھ پر اگر چہ رسول اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا مگر ربِ کائنات فرماتا ہے کہ ان کے ہاتھوں پر آپ کا ہاتھ نہیں بلکہ آپ کے رب کا ہاتھ ہے تاکہ سب جان لیں کہ ہم نے آپ کے ہر فعل کو اپنا فعل بنالیا ہے اور ایک مقام پر اسکی مزید وضاحت اسطرح فرمائی۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ o إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحىٰ o ۵۰؎ ''اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔نہیں ہوتا ان کا فرمانا مگر

وحی جو(ان کی طرف) کی جاتی ہے‘‘

ان تمام آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپﷺ کے تمام اقوال وافعال انسانی خواہش کا نتیجہ نہیں بلکہ امرالٰہی کے سرچشمے سے نکلتے ہیں۔ایک اور مقام پراللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے محبت کا اظہار اس طرح فرماتا ہے‘ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُم ا۵ ’’اے محبوب (اہل کتاب سے)فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری فرمابرداری کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔‘‘

اس آیت سے بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اگر رسول اکرمﷺ نے کبھی گناہ کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو کیوں آپﷺ کی پیروی کا حکم دیتا اور پھر کیوں کر انہیں اپنا محبوب بناتا اور جس سے معاذ اللہ خود گناہ کا ارتکاب ہوا ہو اس کے نقش قدم پر چلنے سے گناہ کیوں کر معاف ہوسکتے تھے۔ بلکہ قرآن کہتا ہے۔لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ: ۲ ۵ ’’بے شک اللہ کے رسول تمہارے لیے بہترین اسوہ ہیں۔‘‘

اگر ہمارے پیارے نبیﷺ معاذ اللہ گناہ گار ہوتے تو قرآن ان کو ’’اسوہ‘‘ قرار دیتا۔آپﷺ کی زندگی ایسی پاکیزہ اور ہر عیب ونقص سے پاک ہے کہ دشمن رسول آپﷺ کی ساری زندگی میں ایک عیب نہیں نکال سکتے جس کے بارے میں قرآن کریم نے اس طرح دعویٰ کیا: فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُراً مِّن قَبْلِهِ أَفَلاَ تَعْقِلُون ۵۳ ’’تو میں تم میں (اپنی)عمر (کا ایک حصہ) گذار چکا ہوں تو کیا تم نہیں سمجھتے۔‘‘

یعنی میں اس سے پہلے تمہارے درمیان بہت مدت رہا ہوں تم بتا سکتے ہو کہ میں نے کونسا برا کام کیا ہے پس تم کیوں نہیں سمجھتے۔یعنی جس ہستی سے ساری زندگی معمولی سے معمولی گناہ کا ارتکاب نہ ہوا ہو وہ ’’افتراء علی اللہ‘‘ جیسے گناہ کا ارتکاب کیسے کر سکتا ہے۔مندرجہ بالا آیت میں آپﷺ نے اپنے دعوے کی سچائی پر اپنی پہلی اور بے عیبی کو بطور شہادت پیش کیا ہے جو مخالفین اسلام میں اس وقت مسلم تھی۔رسولِ کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:**فقال له رسول ﷺ اما واللّٰه انی لا تقاکم و اخشاکم** ’’۵۴ ترجمہ ’’خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔‘‘

مندرجہ بالا بیان کردہ دونوں روایت سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرتا ہے وہ کیسے خطاو قصور اور گناہ کے قریب جاسکتا ہے۔اسی طرح صحیح مسلم میں ایک اور جگہ ہے۔: **واللّٰه انی لا رجو ان اکون اخشاکم للّٰه و اعلمکم بما اتقی** ’’۵۵ ترجمہ ’’خدا کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا زیادہ جاننے والا ہوں۔‘‘

مندرجہ بالا حدیث میں جو قابل غور بات ہے وہ آپﷺ کا یہ فرمانا ہے کہ ’’جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں‘‘ گناہ اور قصور کم علمی اور انجانے پن میں ہوتا ہے لیکن جو چیزوں کے حقائق کا علم رکھنے والا

اور خاص طور پر جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان کا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس مقدس ہستی سے کوئی گناہ اور خطا سرزد ہو۔

صاحب روح المعانیؒ بیان فرماتے ہیں'' **وجعل الاستغفار كناية عما يلزمه من التوضع و هضم النفس و الاعتراف بالتقصير لانه ﷺ معصوم و مغفور** " ۵۶؎ ''نبی کریم ﷺ معصوم و مغفور ہونے کے باوجود عاجزانہ طور پر استغفار کرتے رہتے تھے کیوں کہ خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **واللّٰه انىّ لا استغفر اللّٰه و اتوب اليه فى اليوم اكثر من سبعين مرة**" ۵۷؎ ''اللہ گواہ ہے میں دن میں دس مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

سورہ محمد کی آیت مبارکہ ''**و استغفر لذنبک**'' کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ جلال الدین محلیؒ تحریر کرتے ہیں۔**قيل له ذالک مع عصمة لتستن به امته**" ۵۸؎ ''یعنی حضور اکرم ﷺ سے کہا گیا کہ اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو باوجود کہ وہ معصوم ہیں تاکہ حضور کی امت انکی پیروی کرے۔''

شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب الفتوحات المکیہ میں رقم طراز ہیں''**استغفار الانبياء لا يكون عن ذنب حقيقة كذنو بناو انما هومريدق عن عقولنا لانه لا زوق لنافى مقامهم فلا يجوزحمل ذنوبهم على ما نتعقله نحن من الذنب**" ۵۹؎ ''یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام کا استغفار ہمارے گناہوں کی طرح کسی حقیقی گناہ سے نہیں ہوتا وہ تو کسی ایسے دقیق امر کے متعلق ہوتا ہے جس کا ادراک ہماری عقلیں نہیں کر سکتیں کیوں کہ ہمیں ان کے مقام بلند کی چاشنی حاصل نہیں تو انکے ذنوب کا وہ معنی ہرگز جائز نہیں جو ہماری عقلیں کرتی ہیں۔ صاحبِ تفسیر روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی رقم طراز ہیں۔''**قال اهل الكلام ان الانبياء معصومون من الكفر قبل الوحى وبعده با جماع** ۶۰؎ اہل الکلام نے فرمایا بے شک تمام انبیاء ہر قسم کے کفر سے معصوم ہیں نبوت سے قبل بھی اور نبوت کے بعد بھی اس پر علماء کا اجماع ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ **و الانبياء عليهم السلام كلهم منزهون عن الصغائر و الكبائر و الكفر و القبائح**" ۶۱؎ ترجمہ ''انبیاء علیہم السلام سب منزہ و معصوم ہیں صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کفر اور قباحتوں سے۔''

ملا علی قاریؒ کے مطابق: ''**هذا العصمة ثابته للانبياء قبل النبوة و قبلها النبوة و بعدها على الاصح**" ۶۲؎ ترجمہ: مذہب اصح پر انبیاء کرام کے لیے یہ عصمت قبل نبوت اور بعد نبوت دونوں زمانوں میں ثابت ہے'' انبیاء کی معصومیت قرآن و حدیث، تفاسیر و فقہ کی روشنی میں واضح ہے اور مدتوں سے اسلاف سے چلا آ رہا ہے۔ قرآن کریم میں انبیاء کے لیے لفظ معصیت (نافرمانی) ''ذنب'' (گناہ) اور توبہ و طلب مغفرت سے متعلق جو آیات ہیں علماء و محدثین و مفسرین کا اجماع ہے وہ سب کلمات اپنے حقیقی ظاہری معنی پر محمول کرنا جائز نہیں اور شان انبیاء اور عصمتِ انبیاء کو

مدِ نظر رکھتے ہوئے انکی شایان شان تاویل کرنا فرض ہے۔ جوتوجیہات وتاویلات مفسرین سے منقول ہیں ان کا سرسری جائزہ پیش خدمت ہے۔

ا۔ ذنب اور استغفار کی تفاسیر :

لغات میں ''غفر'' کے معنی ستر کردینا، بچالینا اور محفوظ کردینا بھی ہیں۔ چناں چہ ان تمام آیات میں ذنب اور استغفار کا مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر قسم کے گناہوں سے اپنی عصمت و پناہ میں رکھے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں: **لیعصمک الله فیما تقدم من عمرک و فیما تآخر منه''** ۶۳؎ ترجمہ ''اللہ تعالیٰ آپ کی پچھلی حیات میں بھی اور اگلی حیات میں اپنی عصمت و پناہ میں رکھے۔ یہ قول انتہائی حسن قبول ہے۔

۲۔ ذنب کی نسبت اُمت کی طرف:

پچھلی بحث میں یہ ثابت ہو گیا کہ نبی معصوم عن الذنوب ہوتا ہے اسی لیے مشہور مفسرین نے ذنب کی نسبت امت کی طرف کی ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین میں (**ما تقدم من ذنبک و ما تآخر**) کی تاویل پر زور دیتے ہیں کہ انبیاء چونکہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اس لیے ان کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ لکھتے ہیں: **(ما تقدم من ذنبک وما تآخر) و هو موول لعصمة الانبیاء علیهم والسلام بالدلیل العقیلی القاطع من الذنوب والام للعلةِ الغائية فمد خولها مسبب لاسبب''** ۶۴؎ ترجمہ: ''یعنی یہ بات دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک اور مبرا ہوتے ہیں (اسی لیے یہاں گناہ سے مراد انبیاء کے گناہ نہیں ہو سکتے) اور یہاں لک کا لام علت غائیہ ہے جو سبب کے بجائے مسبب پر داخل ہے''

سورہ فتح کی آیت کے تحت امام صاویؒ رقم طراز ہیں: **ای اسناد الذنب له** ﷺ **موول اما بان المراد ذنوب امتک''** ۶۵؎ ترجمہ: یعنی نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی نسبت موول ہے اسکی تاویل ضروری ہے۔ اس کی کئی تاویلیں ہیں ایک تاویل یہ ہے کہ ذنب سے مراد نبی کریم ﷺ کے ذنوب نہیں بلکہ امت کے ذنوب ہیں''

امام فخرالدین رازیؒ تفسیر ابن کبیر میں لکھتے ہیں: **ن یکون الخطاب معه والمراد المومنون و هو بعید لا فراد المومنین و المومنات بالذکر وقال بعض الناس (ای لذنب اهل بیتک و للمومنین و للمومنات ای الذین لیسو منکب یا هل بیت''** ۶۶؎ ترجمہ ''ایک احتمال یہ ہے کہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہو اور مراد مومن ہوں یہ بعید ہے کیوں کہ مومن مردوں اور عورتوں کا الگ ذکر کیا گیا ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اپنے اہل بیت کے ذنوب اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کریں یعنی ان لوگوں کے لیے جو آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہیں۔ اور پھر یہی امام فخرالدین رازیؒ کبیر میں سورہ محمد اور سورہ فتح کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں ۔ **(واستغفر**

لذنبک) انی و استغفر لذنبک امتک فی حقک)'' ٦٧ یعنی آپ امت کے ان گناہوں کی مغفرت طلب کریں جو آپ کے حق میں ان سے سرزد ہوئے۔ پھر یہی امام فخر الدین رازیؒ آگے سورہ فتح میں ''**لیغفر لک**'' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''**لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تآخر)و ھو معصوم من الذنوب فھو المخاطب بالمغفرۃ والمقصود من تقدم من آدم زمانہ وما تآخر من الامۃ من زمانہ الی یوم القیامۃ فان الکل اُمتہ** ﷺ'' ٦٨ ''تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ معاف کرے تمہارے اگلے اور تمہارے پچھلوں کے کیونکہ نبی کریم ﷺ تو گناہوں سے معصوم ہیں پس مغفرت کے ساتھ مخاطب اگر آپ ﷺ ہیں مگر مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے زمانے تک ہوئے اور پچھلوں سے وہ لوگ مقصود ہیں جو آپ کے زمانہ اقدس سے قیامت تک امتی ہونگے کیوں کہ سارے انسان نبی آخر الزماں کے امتی ہیں''

شیخ محی الدین ابن عربیؒ مزید وضاحت فرماتے ہیں: **فالناس اُمتہ من آدم الیٰ یوم القیامۃ فبشرہ اللہ بالمغفرۃ لما تقدم من ذنوب الناس وما تآخر منھم فکان ھو المخاطب والمقصود الناس فیغفر اللہ للکل** ''٦٩'' پس سارے انسان آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آپ کی امت ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اگلے لوگوں اور پچھلوں کے گناہوں کو معاف کرنے کی آپ کو خوشخبری سنائی ہے اس ارشاد میں مخاطب اگر چہ آپ ﷺ ہیں لیکن مقصود دوسرے افراد ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو بخش دے گا''

علامہ نیشاپوریؒ تفسیر غرائب القرآن میں (**ما تقدم من ذنبک وما تآخر "وقیل ما تقدم من ذنب ابویہ آدم و حواء وما تآخر من ذنب امتہ** ٧٠ ترجمہ'' کہا گیا ہے ما تقدم من ذنبک سے مراد آدم وحوا کے ذنوب ہیں اور ما تآخر میں ذنب سے مراد امت کے گناہ ہیں ''

مولانا عبدالقدیر صدیقیؒ اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں'' پیغمبر تو معصوم ہوتا ہے اور بے گناہ پھر انکے اگلے پچھلے گناہ کی معافی کے کیا معنی؟ قاعدہ یہ ہے کہ جب فوجی سپاہیوں میں سے کوئی غلطی کرتا ہے تو سردار لشکر کو معافی چاہنا پڑتی ہے اور سپاہی کی خطا کو ایسا بیان کرتا ہے گویا اس کی خطا ہے پیغمبر سے گناہ کا سرزد ہونا ممکن ہی نہیں۔ انسانیت کی راہ سے جو ممکن ان کے ظاہر ہونے کو روکا جا رہا ہے اس روکے جانے کو بھی معافی سے تعبیر کرتے ہیں'' ٧١

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں" **وقال بعض الناس " لذنبک'' ای لذنب اھل بیتک و للمومنین والمومنات ای الذین لیسوا امتک باھل بیت''** ٧٢ ترجمہ ''بعض علماء نے کہا ہے کہ ''لذنبک'' کا معنی ہے آپ کے اہل بیت کے گناہ'' تو آیت کا معنی یہ ہوا کہ اپنے اہل بیت اور ان کے سوا دوسرے مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ کے لیے دعائے استغفار کیجیے۔

علامہ نوویؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں "و قد غفر الله ما تقدم من ذنبه و ما تآخر) هذا مما اختلف العلماء فی معناه قال القاضی قیل المتقدم ما کان قبل النبوة و المتاخر عصمتک بعدها و قیل المراد بہٖ ذنوب امتہ ﷺ قلت فعلیٰ هذا یکون المراد الغفران لبعضهم او سلامتهم من الخلود فی النار و قیل المراد ماوقع منه ﷺ عن سهو و تاویل حکاه الطبری و اختاره القشیری و قیل المراد انه مغفور لک غیر مواخذ بذنب لو کان و قیل هو تنزیه له من الذنوب ﷺ و الله اعلم: ۳؎ ''اس آیت کے معنٰی میں علماء کا اختلاف ہے قاضی عیاض فرماتے ہیں ایک قول یہ ہے ماتقدم سے مراد قبل از نبوت کے ذنوب ہیں اور ما تآخر سے مراد نبوت کے بعد آپکا معصوم ہونا ہے ایک قول یہ کہ بعض لوگوں کی بخشش کر دی جائے گی یا انہیں جہنم سے ہیشگی سے بچا لیا جائے گا ایک قول یہ ہے کہ ذنب سے مراد وہ کام ہیں جو نبی ﷺ سے کسی سہو یا تاویل کی بناء پر صادر ہوا ہو۔ یہ قول امام طبریؒ نے بیان کیا اور یہ ہی علامہ قشیریؒ کا مختار ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ایسی بخشش عطا فرمائی ہے کہ اگر بالفرض آپ کا کوئی ذنب ہو تب اسپر مواخذہ نہیں ہوگا ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں درحقیقت اس بات کی خبر دینا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے ذنب سے منزہ اور پاک رکھا ہے۔''

سورہ فتح کی پہلی آیت کی تفسیر امام فخر الدین رازی رقم طراز ہیں " لم یکن للنبی ذنب فما ذا یغفر له ؟ قلنا الجواب عنه قد تقدم مراراً من وجوه احدها المراد ذنب المومنین ۴؎ یعنی ''جب حضور اکرم ﷺ کے لیے گناہ نہیں ہے تو کیا معاف کیا جائے گا اس سوال کا جواب متعدد بار کئی طریقے سے گذر چکا ہے اول یہ کہ مراد مومنین کا گناہ ہے۔''

سورہ محمد ﷺ کی آیت کریمہ'' و استغفر لذنبک و للمومنین و المومنات '' کے تحت تفسیر صاوی میں ہے " قیل المراد بذنبه ذنب اهل بیته" ۵؎ ''ایک قول یہ ہے کہ اسمیں ذنب سے اہلبیت کے ذنب مراد ہیں''

سورہ فتح کی آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے'' قال عطاء الخراسانی ما تقدم من ذنبک یعنی من ذنب ابویک آدم و حواء وما تآخر من ذنوب امتک" ۶؎ ''عطا خراسانی نے کہا کہ ماتقدم سے مراد آپ کے والدین حضرت آدم وحوا کی لغزشیں ہیں اور تآخر سے مراد آپ کی امت کی خطائیں ہیں۔''

۳۔ ذنب سے مراد ترکِ اولیٰ:

ذنب کی ایک تاویل ترکِ اولیٰ سے کی گئی ہے۔ علامہ احمد سعید شاہ کاظمیؒ نے اسی تاویل کو اختیار فرمایا اور ساتھ قوسین میں سورتاً ذنب حقیقتاً حسنات الابرار سے افضل کہہ کر عصمت اور مقام مصطفیٰ ﷺ کی بھی ترجمانی فرمادی ۷؎ اس کی تائید میں مختلف تفاسیر کے جائزے سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ ترکِ اولیٰ سے کیا مراد ہے؟

ترک اولیٰ کے دو معنی ہیں۔

ا۔ ایک یہ کہ جو بات واقع میں زیادہ بہتر اور مناسب ہوا سے چھوڑ دینا۔

اور یہ ترک پسندیدہ اور اعلیٰ نہیں ہوتا اور نہ ناجائز اور گناہ ہوتا ہے۔ مثلاً ''گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ **قال رسول اللہ ﷺ اذا اشتداً الحرَّ فا بردوا بالصلوٰۃ''** ۸۷؎ ''فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب گرمی تیز ہو تو نمازِ ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھو''

لیکن ظہر کی نماز عموماً ایک سے ڈیڑھ بجے تک سخت دھوپ کی تپش میں پڑھی جاتی ہے جو مستحب نہیں ہے یہ ترک اولیٰ ہے مگر گناہ نہیں تو رسول اکرم ﷺ نے گرمیوں میں ظہر سخت تپش میں اول وقت پڑھ لی تو یہ ترکِ اولیٰ ہوا لیکن ترک اولیٰ ہوا ترکِ اولیٰ گناہ نہیں۔

اسی طرح روایت میں ہے۔ **معاذ بن عبداللہ الجھنی قال ان رجلاً من جھینۃ اخیرہ انہ سمع رسول اللہ ﷺ قرأ فی الصبح '' اذا زلزلت فی الرکعتین کلیتھما فلا ادریي آنسی ام قراء ذلک عمدا'** ۹ ۷؎ ''معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک جھینہ قبیلہ سے ایک شخص نے خبر دی کہ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ '' **اذا زلــزلــت** ''پڑھی مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ بھول گئے یا آپ ﷺ نے عمداً پڑھی۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شریف میں اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' **قــولـــہ (اُم قــراء ذالک عـمـداً)حـاصلہ اُنہ فعلہ لبیان الجواز اذا ضم السورۃ اُوما یقوم مقامھا من ثلاث آیات قصار اُو آیۃ طویلۃ الی الفاتحہ والافضل عدم تکرارسورۃ سیما فی الفرائض'** ۸۰؎ ''نبی کریم ﷺ نے بیانِ جواز کے لیے صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ ''اذازلزلت'' پڑھی کہ سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی چھوٹی سورت یا اس کے قائم مقام تین آیتیں ملانا جائز ہے یا ایک آیت بڑی ملا لے پھر بھی جائز ہے افضل یہ ہے کہ سورۃ کا تکرار نہ کیا جائے خاص کر فرائض میں''اس روایت سے ظاہر ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا ایک ہی سورۃ کا دونوں رکعتوں میں پڑھنا غیر اولیٰ ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے جواز ثابت کرنے کے لیے اس پر عمل کیا۔

اسی طرح مشکوٰۃ کی روایت میں ہے۔ **و عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال ان رسول اللہ ﷺ کان یلحظ فی الصلوٰۃ یمینا و شمالا و لا یلوی عنقہ خلف ظھرہ''** ۸۱؎ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نماز میں دائیں اور بائیں جانب ملاحظہ فرما لیتے تھے اور اپنی گردن کو پیٹھ پیچھے نہیں

پھیرتے تھے۔**وعن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت سائلت رسول اللہ ﷺ عن الالتفات فی الصلوٰۃ فقال ھو اختلاس یختلسہ الشیطان من صلوٰۃ العبد**'' ۸۲؎ ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں التفات کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا بندے کی نماز سے جلدی کسی چیز کو حاصل کرنا ہے۔اس روایت کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**واما الاتفات بطرف العین فلا بآس بہ و ان کان خلاف الاولیٰ وأ ما اذا التفت بحیث تحول صدرہ عن القبلۃ فصلاتہ باطلۃ بالا تفاق**''۸۳؎ ''نماز میں آنکھ سے ایک طرف توجہ کر لینے میں کوئی حرج تو نہیں لیکن خلاف اولیٰ ہے اور جب اسطرح توجہ کرے کہ اس کا سینہ بھی پھر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس بحث سے یہ بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان جواز کے لیے خلاف اولیٰ کاموں پر عمل کیا کیوں کہ اگر آپ نے دو کام انجام نہ دیے ہوتے تو امت کو انکے جواز کا حکمِ شرعی معلوم نہ ہوتا اور آپ ﷺ سے صادر کوئی کام بہ ظاہر خلاف اولیٰ ہے لیکن حقیقت میں نہیں اگر چہ وہ اپنے اصل حکم کے لحاظ سے خلاف اولیٰ کہلائے گا لیکن آپ ﷺ سے اس کا صادر ہونا اسپر ترک اولیٰ کا اطلاق آپکے بلند مرتبے کے لحاظ سے ہوگا۔ چناں چہ علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:**والطاعنون فی عصمۃ الانبیاء علیھم السلام یتمسکون بہ و نحن نحملہ علی التوبۃ عن ترک الاولیٰ والافضل**'' ۸۴؎'' انبیاءکرام کی عصمت پر طعن کرنے والے آیہ کریمہ**واستغفر لذنبک** سے استدلال کرتے ہیں اور ہم لوگ اسے ترک اولیٰ وخلاف افضل سے توبہ پر محمول کرتے ہیں۔

ان مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی ابرار کی نیکیاں مقربین کے لیے برائی کا درجہ رکھتی ہیں۔انبیاءکرام اپنے افعال وامور کو اپنے شایان شان انجام دیتے ہیں لیکن اگر کوئی ایسا امر صادر ہو جائے تو آپکے مرتبہ اور شان کے خلاف ہو تو اسے اپنے لیے گناہ تصور کرتے ہیں۔چناں چہ علامہ ابوالسعودؒ فرماتے ہیں:**واستغفر لذنبک و ھو الذی یصدر عنہ علی الصلوٰۃ والسلام من ترک الا ولیٰ عبر عنہ بالذنب نظراً الی منصبۃ الجلیل کیف لا ؟ وحسنات الابرار سئیات المقربین**'' ''**و ارشاداً لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی التواضع وحضم النفس واستغفار العمل**''۸۵؎ ''اپنے ذنب کی مغفرت چاہو' ذنب ترک اولیٰ ہے جو حضور اکرم ﷺ سے کسی وقت صادر ہو جاتا ہے۔اسے آپ کے منصب جلیل کی طرف نگاہ کرتے ہوئے ذنب سے تعبیر کیا گیا ہے کہ بہت سے کام جو ابرار کے لیے نیکی کا حکم رکھتے ہیں وہ مقربین کے لیے برائی کا درجہ رکھتے ہیں' ساتھ ہی اس میں حضور ﷺ کو تواضع،انکسار نفس اور اپنے عمل کو کم سمجھنے کی ہدایت ہے۔

علامہ آلوسیؒ رقم طراز ہیں:**و الذنب بالنسبة الیه علیه الصلوٰة والسلام ترک ما هو الاولیٰ منبصبه الجلیل و رب شئی حسنة من شخص سئیة من آخر کما قیل حسنات الابرار سئیات المقربین** ''۸٦ ''حضور اکرم ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کے منصب جلیل کے لحاظ سے افضل کے ترک کا نام ذنب ہے اور بہت سی چیزیں ہیں جو ایک شخص سے ہوں تو نیکی ہے اور دوسرے سے ہوں تو برائی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے'' ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں''

امام احمد رضا فاضل بریلویؒ رقم طراز ہیں''ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں محض کمال قرب کی وجہ سے احکام میں شدت فرمائی گئی۔ جتنا قرب زائد اسی قدر احکام کی شدت'' اس لیے''**حسنات الابرار سئیات المقربین** '' نیکوں کے جو نیک کام ہیں۔ مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترک اولیٰ کو بھی تناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالاں کہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں''۸۷ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ترک اولیٰ کا لفظ کیوں نہ فرمایا اور اس کی بجائے ذنب کا لفظ کیوں فرمایا تو مولانا احمد رضا فاضل بریلویؒ نے جواب دیا کہ مقربین کے حق میں''ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے'' اور اللہ تعالیٰ نے غیر گناہ کو گناہ کیوں کہا تو مولانا احمد رضاؒ کے مطابق''جتنا قرب زیادہ اسی قدر احکام میں شدت زیادہ'' رمولانا احمد رضا فاضل بریلوی رقم طراز ہیں:**ذنوب الانبیاء علیهم السلام فی القرآن ای صورة وامامعنی فهم البطینون المبرئون صلی الله تعالیٰ علیهم وسلم**۸۸: ذنوب انبیاء علیہم اسلام سے مراد صورت گناہ ہے ورنہ حقیقتاً گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ ومبراء ہیں۔'' ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔''ہر صغرہ سے صغیرہ گناہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگر چہ قبل ظہور رسالت ہو اور توسعاً خلاف اولیٰ کو بھی ہرگز منافی نبوت نہیں۔ روایت میں ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:**واللہ انی استغفر الله واتوب الیه فی الیوم اکثر من سبعین مرة** ۸۹ ''میں روز اللہ سے سوبار توبہ کرتا ہوں۔'' مولانا احمد رضا فاضل بریلویؒ لکھتے ہیں۔''وہ خود کثیر التوبہ ہیں ہر ایک کی توبہ اس کے شان کے لائق ہے'' **حسنات الابرار سئیات المقربین** '' حضور اکرم ﷺ ہر آن ترقی مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا''**وللاخرة خیر لک من الاولیٰ** (والضحیٰ آیت ۴)'' بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔'' جب ایک مقام اجل واعلیٰ پر ترقی فرماتے گذشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں'' ۹۰ یعنی آنے والی گھڑی جب اولیٰ ہوئی تو گذرنے والی گھڑی نسبت اس کے اولیٰ نہ رہی بلکہ خلاف اولیٰ ہوگئی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں: گفتہ اند کہ مراد بہ'' ذنب'' ترکِ اولیٰ است ورک اولیٰ درحقیقت ذنب نیست زیرا کہ''اولیٰ'' ومقابل اوھر دو شریک اندر در اباحت''۹۱ ''علماء نے کہا کہ ذنب سے مراد ترک اولیٰ ہے اور ترکِ اولیٰ حقیقت میں گناہ نہیں کیوں کہ اولیٰ اور غیر اولیٰ دونوں مباح

ہونے میں یکساں ہیں۔''

امام رازیؒ سورہ فتح کی آیت مبارک ''لیغفر لک الله '' کی تفسیر میں رقم طراز ہیں۔'' **لم یکن للنبی ﷺ ذنب فما ذا یغفر له ؟ قلنا الجواب عنه قد تقدم مراراً من وجوہ احدها المراد ذنب المونین ثانیها المراد ترک الا فضل ثالثها: الصغائر فانها جائزة علی الانبیاء بالسهو والعمد وهو و یصونهم عن العجب** ''۲ ۹؎ یعنی جب حضور اکرم ﷺ کے لیے گناہ نہیں ہے تو کیا معاف کیا جائے گا''اس سوال کا جواب متعدد بار کئی طریقے سے گذر چکا ہے اول یہ کہ مراد مومنین کا گناہ ہے دوسرے یہ کہ ترک افضل ہے۔تیسرے یہ کہ گناہ صغیرہ مراد ہیں۔اسلیے کہ انبیاء کرام علیھم السلام پر وہ سہواً عمداً جائز ہیں اور خدائے تعالیٰ فخر وغرور سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔''

تفسیر روح المانی میں ہے۔**والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولیٰ بالنسبة الیٰ مقامه علیه الصلوٰة فهو من قبیل حسنات الابرار سئیات المقربین وقد یقال المراد ما هو ذنب فی نظره العالی ﷺ و ان لم یکن ذنباً ولا خلاف الاولیٰ عنده تعالیٰ کما یر مزالیٰ ذالک الاضافة** ۳ ۹؎ ''اس مقام پر ذنب سے مراد خلاف اولیٰ ہیں نبی کریم ﷺ کی بلند شان کی وجہ سے بعض کام خلاف اولیٰ قرار پائے کیوں کہ عام نیک لوگوں کی نیکیاں بھی بعض اوقات مقربین کے لیے گناہ ہوتے ہیں۔اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بلند شان اور اپنی نظر عالی سے بعض کاموں کو خلاف اولیٰ سمجھتے تھے حالاں کہ واقعہ میں وہ کام عنداللہ خلاف نہیں ہوتے تھے۔

تفسیر مدارک میں ہے'' **(ما تقدم من ذنبک وما تآخر) یرید جمعو ما فط منک** ''۴ ۹؎ ''تا کہ اللہ تعالیٰ قبل از اعلان نبوت اور بعد از نبوت آپ کے سب افراط بمعنی خلاف اولیٰ کام بخش دے''اسی طرح تفسیر قرطبی میں موجود ہے''**ما تقدم من ذنبک قبل الرسالة وما تآخڑ بعده** ۵ ۹؎ ''تا کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ وہ خلاف اولیٰ کام بخش دے جو قبل از اعلان نبوت ہوئے اور وہ بھی بخش دے جو خلاف اولیٰ کام بعد اعلان نبوت ہوئے جو عنداللہ خلاف اولیٰ نہیں۔''علامہ صاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔'**ان اسناد الذنب له ﷺ مؤول اما بأن المراد ذنوب امتک او هو من باب حسنات الابرار سئیات القربین** ۶ ۹؎ ''نبی کریم ﷺ کی طرف ذنب کی طرف ذنب کی نسبت میں تاویل ہے اور تاویل یہ ہے کہ اس سے آپ کی امت کی خطائیں مراد ہیں یا یہ تاویل کی جائے گی کہ اس میں ذنب کی نسبت آپ کی جانب بزرگوں کے اس قول کی قبیل سے ہے کہ عام صالحین کی نیکیاں مقربین بارگاہ کے نزدیک لغزشیں ہیں۔''

سورہ فتح کے تحت شرح ترمذی میں ہے۔**المراد بالذنب بد الرسالة ترک ما هو الاولیٰ و سمی فی حقه ذنبا لجلاة قدره و ان لم یکن ذنباً فی حق غیره** ۷ ۹؎ ''ذنب سے مراد وہ خلاف اولیٰ امور ہیں جو (کسی حکمت کے تحت) آپ ﷺ سے اعلانِ نبوت کے بعد صادر ہوئے اور آپ کے حق میں اس کو آپ کے بلند مرتبہ ہونے

کے اعتبار سے ذنب قرار دیا گیا ہے اگر چہ وہ کام دیگر لوگوں کے اعتبار سے ذنب نہ ہوں''۔

علامہ شہاب الدین محمود آلوسی بغدادیؒ رقم طراز ہیں''و **استغفر لذنبک وللمومنین والمومنات (سورہ محمد ﷺ)** '' **ولذنب بالنسبة بالنسبة علیه ال؟صلوٰۃ والسلام ترک ما ھو الا ولیٰ منبصبه الجلیل و رب شئی حسنة من شخص سئیة من آخر کما قبل حسنات الابرار سئیات المقربین و قد ذکرو ان نبینا ﷺ فی کل لحظة عروجاً الیٰ مقام اعلیٰ مما کان منه فیکون ما عرج منه فی نظره الشریف ذنباًبالنسبة الیٰ عرج ا؛ھپ فھستغر،مپ وحملو اعلیه ذالک قوله علی الصلوٰۃ والسلام** '' **وانه لیغان علی قلبی** ''**و فیه اقوأل آخر**'' ۹۸؎''نبی کریم ﷺ کے مقامِ رفیع کے اعتبار سے ذنب کے معنی آپ کے حق میں خلافِ اولیٰ کام ہے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز کسی آدمی کے اعتبار سے خوبی شمار کی جاتی ہے اور دوسرے شخص کے اعتبار سے برائی جیسے کہ بزرگوں کا قول ہے کہ عام نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین بارگاہ کے نزدیک گناہ ہیں۔علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ نبی ﷺ ہر لمحے ایک نئے مقام کی طرف عروج فرماتے رہتے ہیں۔پس جس مقام کو آپ چھوڑ دیتے ہیں وہ آپ کے نزدیک اگلے منصب کے اعتبار سے ذنب شمار ہوتا ہے اور اس پر پھر آپ استغفار کرتے ہیں اسی معنیٰ میں نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ میرے قلب پر ایک پردہ آجاتا ہے تو میں استغفار کرتا ہوں اس آیت کے معنی میں اور بھی اقوال ہیں۔''

ذنب بمعنی الزام:

ذنب چوں کہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے معروف کے علاوہ اس کے ایک معنی الزام بھی لیے گئے ہیں اور الزام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ فعل اس شخص سے صادر بھی ہوا ہو۔ذنب کے معنی الزام لے کر مقامِ مصطفیٰ ﷺ کو بیان کیا ہے کہ اہلِ مکہ نے آپ ﷺ پر ظلم وستم اور طعن وطنز اور الزامات قبیحہ لگائے۔رحمتِ عالم ﷺ رنجیدہ خاطر رہے لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔چناں چہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر رسول، کریم ﷺ کی دلداری فرمائی کہ، ہم نے تمہیں فتح مبین دی اور تم پر سے دشمنوں کے لگائے گئے سارے الزامات سے آپ کو پاک فرمادیا ہے۔

قرآن مجید میں ذنب کا لفظ''الزام'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی اور اسرائیلی کو آپس میں لڑتے دیکھا قبطی اسرائیلی کو پیٹ رہا تھا۔اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو مدد کے لیے پکارا۔آپ نے قبطی کو اسرائیلی پر ظلم کرنے سے منع کیا مگر جب وہ باز نہ آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو ایک گھونسا مارااور وہ مرگیا۔موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی کو قبطی سے بچانے کے لیے ایسا کیا تھا۔آپ کا ارادہ قتل کا نہ تھا۔مگر گھونسا جان لیوا ثابت ہوا فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر قتل کا الزام عائد کردیا۔جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جا کر اسے دعوت

دیں تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا' وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُون'(سورۃ الشعرآء(۲۶) آیت ۱۴)۹۹

(۱) اوران کا مجھ پرایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں۔(مولانا احمد رضا بریلوی) ۱۰۰

(۲)اوران لوگوں کا مجھ پرایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ مجھے مار ڈالیں۔(سید محمد کچھوچھوی)۱۰۱

(۳)اوران کا مجھ پرایک الزام(بھی) ہے پس مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔(حافظ نذر احمد)۱۰۲

(۴)اورانکا مجھ پرایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔(سید احمد سعید کاظمی) ۱۰۳

(۵)اوران کا مجھ پرایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔(پیر کرم شاہ الازہری)۱۰۴

مذکورہ بالا مترجمین نے ذنب کی توجیہ الزام سے کی ہے۔ چناں چہ ذنب کی ایک توجیہ الزام بھی ہے کہ اے حبیب کفار آپ پر ہجرت سے پہلے اور بعد میں جو الزامات لگاتے تھے وہ اس فتح مبین سے سارے ختم ہو جائیں گے۔ چناں چہ پیر کرم شاہ ازہریؒ نے سورہ فتح(۴۸)،سورہ محمد(۴۷)اورسورہ مومن(۲۳) کے درج ذیل تراجم کیے۔

(۱)إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيناً ○لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔۱۰۵

اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لیے(پیر کرم شاہ الازہری)۱۰۶

(۲) وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۱۰۷

اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے۔ نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لیے۔(جسٹس پیر کرم شاہ لازہری)۱۰۸

(۳) فاصبر ان وعدالله حق و استغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار:۱۰۹

پس(اے محبوب) آپ صبر فرمایے(کفار کی اذیتوں پر) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی (موہومہ) کوتاہی پر اور پاکی بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے شام کے وقت اور صبح کے وقت۔(موہومہ کے معنی ہیں فرضی،تصوری)(پیر کرم شاہ لازہری)۱۱۰

علامہ سید احمد سعید کاظمی نے بھی ''ذنب سے مراد خلاف اولیٰ'' والی تاویل کو اختیار کیا اور ساتھ قوسین میں صورتاً ذنب حقیقتاً حسنات الابرار سے افضل کہہ عصمت اور مقام مصطفیٰ کی ترجمانی کی ہے۔

خلاصۂ بحث

مذکورہ حوالوں اور تفاسیر کے مطالعہ سے راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ چوتھی تفسیر مقام مصطفیٰ ﷺ کے عین مطابق معلوم ہوتی ہے۔حضورِ اکرم ﷺ پر جو الزامات ہجرت سے قبل اور بعد لگائے گئے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو آپ ﷺ سے

دور فرما دیا۔ راقم کے نزدیک یہی مغفرتِ ذنب کی تفسیر ہے۔

حواشی حوالہ جات

۱۔ سورہ فتح (۴۸) آیت ۱،۲۔
۲۔ القرآن الحکیم، مترجم دہلوی، شاہ رفیع الدین، (کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ، مئی ۲۰۰۰ء) ص ۶۱۴۔
۳۔ القرآن الحکیم، مترجم جالندھری، فتح محمد، (کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ، جولائی، ۲۰۰۰ء) ص ۶۸۷۔
۴۔ ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی، مترجم سید ابوالاعلیٰ مودودی (لاہور، ادارہ ترجمان القرآن لمیٹڈ، ستمبر ۲۰۰۴ء) ص ۱۲۹۵۔۱۲۹۷۔
۵۔ القرآن الحکیم، مترجم امین احسن اصلاحی (لاہور، فاران فاؤنڈیشن، جون ۲۰۰۳ء) ص ۸۲۰۔
۶۔ القرآن الحکیم، مترجم اشرف علی تھانوی (کراچی، تاج کمپنی لمیٹڈ، ۱۹۹۸ء) ص ۴۶۱۔
۷۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان، سید احمد سعید کاظمی (لاہور، ضیا القرآن پبلی کیشنز، جون ۲۰۱۲ء) ص ۸۱۷۔
۸۔ سورہ محمد (۴۷) آیت ۱۹۔
۹۔ القرآن الحکیم، مترجم دہلوی، شاہ رفیع الدین، ص ۶۱۲۔
۱۰۔ القرآن الحکیم مترجم فتح محمد جالندھری، ص ۶۸۴۔
۱۱۔ ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی، مترجم سید ابوالاعلیٰ مودودی، ص ۱۲۹۱۔
۱۲۔ القرآن الحکیم، مترجم امین احسن اصلاحی، ص ۸۱۶۔
۱۳۔ القرآن الحکیم، مترجم اشرف علی تھانوی، ص ۴۶۰۔
۱۴۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان، سید احمد سعید کاظمی، ص ۸۱۴۔
۱۵۔ سورہ مؤمن (۴۰) آیت ۵۵۔
۱۶۔ القرآن الحکیم، مترجم شاہ رفیع الدین دہلوی، ص ۵۶۹۔
۱۷۔ القرآن الحکیم، مترجم جالندھری، فتح محمد، ص ۶۳۷۔
۱۸۔ ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی، مترجم سید ابوالاعلیٰ مودودی، ص ۱۱۹۷۔
۱۹۔ القرآن الحکیم، مترجم امین احسن اصلاحی، ص ۷۵۶۔
۲۰۔ القرآن الحکیم، مترجم اشرف علی تھانوی، ص ۴۲۷۔
۲۱۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان، سید احمد سعید کاظمی، ص ۷۵۷۔
۲۲۔ افریقی، جلال الدین محمد بن مکرم لسان العرب (ایران، نشر ادب الحوزہ، ۱۴۰۵ھ) اجلد اول، ص ۳۸۹
۲۳۔ زبیدی، سید محمد مرتضیٰ حسینی، تاج العروس، (المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ھ)، جلد اول، ص ۲۵۴۔
۲۴۔ خویشگی، محمد عبداللہ خان، فرہنگ عامرہ، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء) ص ۲۸۲۔
۲۵۔ بلیاوی، مولانا عبدالحفیظ، مصباح اللغات، (کراچی، محمد سعید اینڈ سنز، س ن) ص ۲۶۶۔
۲۶۔ المنجد عربی اردو، (کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۷۴ء) ص ۳۵۶۔

۲۷۔ اصفہانی،علامہ حسین محمد راغب،المفردات فی غریب القرآن،(ایران،مکتبہ مرتضویہ،۱۳۴۲ھ)ص۳۶۲۔
۲۸۔ لبنانی،علامہ سعید شرتوتی،اقرب الموارد،(ایران،منشورات آیت العظمیٰ،۱۴۰۳ھ)جلد دوم،ص ۸۷۹
۲۹۔ المنجد جلد اول،(کراچی،دارالاشاعت،۱۹۷۴ء) ص ۵۵۵۔
۳۰۔ سورہ اعراف(۷)آیت ۶۱
۳۱۔ سورہ یوسف(۱۲)آیت ۳۸۔
۳۲۔ سورۃ ہود(۱۱)آیت ۸۸
۳۳۔ سورہ یوسف(۱۲)آیت ۵۳۔
۳۴۔ سورہ الانعام(۶)آیت ۷۶
۳۵۔ سورہ آل عمران(۳)آیت ۳۲
۳۶۔ سورۃ الحجر(۱۵)آیت ۳۹۔۴۰
۳۷۔ بنی اسرائیل(۱۷)آیت ۶۵
۳۸۔ مشکوٰۃ جلد اول(مترجم)(کراچی،محمد سعید اینڈ سنز،س ن)ص باب الوسوسہ،ص ۳۷
۳۹۔ ایضاً
۴۰۔ سورہ طٰہٰ(۲۰)آیت ۱۱۵۔
۴۱۔ سورۃ البقرہ(۲)آیت ۳۶۔
۴۲۔ سورۃ الحجر(۱۵)آیت ۴۲۔
۴۳۔ سورۃ البقرہ(۲)آیت ۳۰۔
۴۴۔ سورۃ البقرہ(۲)آیت ۳۷۔
۴۵۔ سورہ اعراف(۷)آیت ۲۳۔
۴۶۔ سورہ جن(۷۲)آیت ۲۳۔
۴۷۔ سورہ النساء(۴)آیت ۸۰۔
۴۸۔ سورہ انفال(۸)آیت ۱۷۔
۴۹۔ سورہ فتح(۴۸)آیت ۱۰۔
۵۰۔ سورہ نجم(۵۳)آیت ۳۔۴۔
۵۱۔ سورہ آلِ عمران(۳)آیت ۳۱۔
۵۲۔ سورہ احزاب(۲۲)آیت ۲۱۔
۵۳۔ سورہ یونس(۱۰)آیت ۱۶۔
۵۴۔ قشیریؒ،امام مسلم بن حجاج،صحیح مسلم(کراچی،نور محمد اصح المطابع،۱۳۷۵ھ)جلد اول ص۳۵۳
۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ آلوسی،علامہ شہاب الدین سید محمود،تفسیر روح المعانی عربی،ص ۲۹۲
۵۷۔بخاری،محمد اسمٰعیل،صحیح بخاری م،ترجم مولانا ظہوری الباری اعظمی (لاہور،المیز ان،۱۴۲۵ھ) جلد سوم،ص۵
۵۸۔ سیوطی،علامہ جلال الدین،تفسیر جلالین (بیروت،داراحیاءالتراث العربی،۲۰۰۱ء)،ص ۴۲۱
۵۹۔حقی،علامہ اسمٰعیل،تفسیر روح البیان (بھاولپور،مکتبہ اویسیہ رضویہ،۱۹۹۲ء) جلد۹،ص۱۳
۶۰۔ ایضاً،ص۱۲
۶۱۔قاری،ملاعلی،،شرح فقہ اکبر (کراچی،قدیمی کتب خانہ،سن اندارد) ص ۵۶
۶۲۔ایضاً ،ص۵۷
۶۳۔دہلوی،شاہ عبدالحق،مدارج النبوت (اردو) ترجم مفتی غلام معین الدین (کراچی،مدینہ پبلشنگ کمپنی،۱۹۷۰ء) ج ۱،ص ۱۴۱
۶۴۔ سیوطی،جلال الدین،تفسیر جلالین،عربی،(لاہور،المیز ان،۱۴۲۵ھ) جلد۲،تفسیر سورہ فتح،ص۴۲۳
۶۵۔ مالکی،شیخ محی الدین صاوی،تفسیر صاوی (عربی طبع جدید) (پشاور،مکتبہ روضۃ القرآن،سن اندارد) جلد۵،ص ۱۹۶۶
۶۶۔ مالکی،فخرالدین رازی،تفسیر کبیر (عربی طبع جدید) (بیروت،دارالفار،۱۳۹۸ھ) جلد۱۰،ص ۵۲
۶۷۔ ایضاً، ج ۹، ص ۵۲۵
۶۸۔ابن عربی،شیخ محی الدین،الفتوحات مکیہ،(بیروت،دارالکتب العربیہ الکبریٰ ی،ن ندارد) جلد ثانی باب۷۳،ص ۱۳۸
۶۹۔ ایضاً،ص ۱۳۹
۷۰۔نیشاپوری،علامہ نظام الدین،تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان،(بیروت،دارالمعرفہ ۱۴۰۷ھ) جلد۱۱،ص ۵۱
۷۱۔ قادری،علامہ عبدالقدیر صدیقی،تفسیر صدیقی (کراچی،ادارہ اشاعت تفسیر صدیقی،۱۹۹۵ء) جلد۶،ص ۳۱۸۴
۷۲۔ تفسیر کبیر،جلد۱۰ ،ص ۵۲
۷۳۔نووی،شافعیؒ،امام محی الدین،،شرح صحیح مسلم عربی (کراچی،قدیمی کتب خانہ،،۱۹۵۶ء) جلد۱،ص ۱۰۹
۷۴۔ تفسیر کبیر،جلد۱۰،ص ۶۶
۷۵۔ تفسیر صاوی ،جلد۵،ص ۱۹۵۸
۷۶۔القرطبی،عبداللہ محمد بن احمد الانصاری،تفسیر قرطبی،(ایران،ناصر خسرو،۔سن ندارد) جلد۱۶،ص ۲۶۳
۷۷۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان،سید احمد سعید کاظمی، ترجمہ سورہ فتح (۴۸) آیت۲
۷۸۔ صحیح بخاری عربی جلد اول،محمد اسمٰعیل بخاری ،ص ۲۹۲
۷۹۔ دہلوی،شاہ عبدالحق،اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ،مترجم سعید احمد نقشبندی،(لاہور،فرید بک اسٹال،۱۹۸۳ء) جلد دوم،ص۲۲۷
۸۰۔ الحنفی،علی بن سلطان احمد القاری،مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،(کوئٹہ،مکتبہ الرشیدیہ،سن ندارد) جلد دوم،ص۶۸
۸۱۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد دوم ،ص۲۲۹
۸۲۔ ایضاً،ص۳۱۸
۸۳۔مرقاۃ شرح مشکوٰۃ عربی جلد دوم ،ص۶۸
۸۴۔تفسیر کبیر،عربی طبع جدید،جلد۹ ،ص ۵۲۵

۸۵۔عمادی، ابوالسعود محمد بن محمد، تفسیر العلامۃ ابی السعود علی ھامش التفسیر الکبیر، جلد۸، ص ۳۷ے۔۶۳۰
۸۶۔بغدادی، شہاب الدین سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی، (بیروت، دار الفکر، ۱۳۹۸ھ) جلد ۲۶، ص ۲۹۷
۸۷۔ تفسیر روح المعانی ، جلد۲۶، ص ۵۵
۸۸۔ بریلوی، مولانا احمد رضا، فتاوٰی رضویہ (لاہور، مرکزی مجلس رضا، ۱۹۸۲ء) جلد۹، ص ۷۷
۸۹۔ بریلوی، مولانا احمد رضا ،تعلیقاتِ رضا، (کراچی، المجد داحمد رضا اکیڈمی، سن ندارد) جلد۹، ص ۲۵
۹۰۔ فتاوٰی رضویہ، جلد۹، ص ۷۹۔۸۷۔
۹۱۔ صحیح بخاری مترجم محمد اسمٰعیل بخاریؒ ترجمہ مولانا ظہوری الباری اعظمی، جلد سوم، ص ۵۱۔
۹۲۔بریلوی، مولانا احمد رضا، ختم نبوت، (لاہور، ، مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۸ء) ص ۲۶۔۲۷
۹۳۔ مدارج النبوت (جلد اول) باب سوم، ص ۱۲۹۔
۹۴۔تفسیر کبیر، جلد۷، ص ۲۲۔
۹۵۔ تفسیر روح المعانی، جلد۲۶، ص۳۴۲۔
۹۶۔ نسفی، عبداللہ احمد ،تفسیر مدارک عربی (کراچی، قدیمی کتب خانہ، سن ندارد) جلد۲ ،ص ۵۸۰
۹۷۔ تفسیر قرطبی، جلد۱۵۔۱۶ ،ص ۱۷۴
۹۸۔تفسیر صاوی ،ص ۱۹۴۴
۹۹۔ المبارکفوری، عبدالرحمٰن، امام الحافظ، شرح ترمذی عربی (کراچی، قدیمی کتب خانہ، سن ندارد) جلد۹، ص ۱۴۱
۱۰۰۔تفسیر روح المعانی، جلد۲۶ ،ص ۲۹۷۔۵۵
۱۰۱۔ بریلوی، احمد رضا خان، کنز الایمان ترجمۃ القرآن، لاہور، پاک کمپنی، س ن) سورۃ الشعرآء (۲۶) آیت ۱۴، ص ۶۶۰
۱۰۲۔کچھوچھوی، سید محمد، قرآن مجید ترجمہ مسمّٰی بہ معارف القرآن، (لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، جولائی ۲۰۰۲ء) سورۃ الشعرآء (۲۶) آیت ۱۴، ص ۴۴۱
۱۰۳۔اِنذر احمد، حافظ، آسان اردو ترجمہ قرآن مجید، (لاہور، مسلم اکادمی، جنوری، ۲۰۱۲ء) سورۃ الشعرآء (۲۶) آیت ۱۴، ص ۴۹۷
۱۰۴۔ القرآن الحکیم مع ترجمہ البیان، سورۃ الشعرآء (۲۶) آیت ۱۴، ص ۵۸۷
۱۰۵۔ الازہری، پیر کرم شاہ، جمال القرآن (ترجمہ قرآن مجید) (لاہور، ضیأ القرآن پبلی کیشنز، نومبر ۱۹۸۶ء) ص ۸۳۵
۱۰۶۔سورہ فتح (۴۸) آیت ۱
۱۰۷۔ سورہ محمد (۴۷) آیت ۱۹
۱۰۸۔ جمال القرآن، ص۸۳۲
۱۰۹۔سورہ مؤمن (۴۰) آیت ۵۵
۱۱۰۔ جمال القرآن، ص۷۷۳